Advertisement at Urdu Palace

Are you looking for an affordable website to advertise your business?

Urdu Palace offers lowest rates for all advertisers.

For Advertisement of your brand or business on our website call us or contact us through Whatsapp on following numbers

+92-348-8709449

خوبصورت چڑیل

تحریر۔عابدعلی جعفری۔کندیاں

ایک سفید سایہ میری طرف آرہا تھا۔قریب آیا تو میں نے دیکھا کہ وہ ثناء ہی ہے انہوں نے بہت معصوم صورت بنائی ہوئی تھی اور مجھ سے معافی مانگنے لگی۔سفیر بھائی مجھے معاف کردو میں جتنا چاہتی ہوں میرا وعدہ ہے آئندہ میں کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گی۔کافی دیر کھڑی رہی پھر خاموش اور مایوس ہوکر چلی گئی کچھ دیر بعد خاموشی رہی پھر پیر بابا میرے سامنے آئے اور انہوں نے کہہ ابیٹا اس کو معاف کر دو۔وہ تم سے معافی مانگ رہی ہے اس کی یہ سزا بہت ہے کہ سب کے سامنے اس کا چہرہ بے نقاب ہوگیا ہے۔میں پیر بابا کی بات کرنے ہی والا تھا کہ میرے کانوں میں آواز آئی یہ سب نظر کا دھوکہ ہے یہ میں نہیں ہوں تم اپنا عمل جاری رکھو۔پھر وہ پیر بابا بھی سے وہاں چلے گئے میں اسی چکر میں تھا کہ یہ چلہ کس طرح پورا ہوا صبح ہونے سے پہلے قبرستان ایک شور سے جاگ اٹھا تھا قبروں سے مردے نکلنے لگے درخت ٹوٹنے لگے پرندے بے چین ہوکر ہوا میں اڑ رہے تھے کچھ درختوں کو آگ لگ گئی جس قبر پر میں بیٹھا تھا وہ بھی مسلسل تڑپ رہی تھی اور مجھے اپنا عمل کرنے میں مشکل ہو رہی تھی پھر میں نے دیکھا کہ ثناء بھابی کے ساتھ چند اور لوگ میری طرف آرہے تھے جن میں میرا مرحوم دوست اکبر بھی تھا انہوں نے مجھ سے کہا کہ ہم نے ثنا کو معاف کردیا ہے اب تم بھی اس کو معاف کردو میں نے ان کی ایک نہ سنی تو وہ غصے میں آگئے اور مجھ پر قبروں سے پتھر اٹھا اٹھا کر مارنے لگے لیکن کوئی بھی پتھر مجھے نہ لگا سب قریب جا کر گرتے رہے۔ایک سنسنی خیز کہانی۔

فون کی گھنٹی سن کر میری آنکھ کھل گئی کمرے میں روشنی نہیں تھی شاید ہمیشہ کی طرح آج بھی بجلی نہیں تھی کمرے میں کھڑکی کے ذریعے چاند کی چاندنی داخل ہو رہی تھی جس کی وجہ سے میں اپنا فون تلاش کرسکا فون میں نے جلدی سے کان کے ساتھ لگایا۔ہیلو اسلام علیکم۔

بچاؤ بچاؤ مجھے بچاؤ خدا کے لیے میری مدد کرو۔

جی کون رات کے اس ٹائم کون ہو تم مجھے تنگ کرنے والے۔

میں ہوں تمہارا دوست اکبر۔

ہاں اکبر کیا بات ہے کیوں رو رہے ہو۔

یار وہ مجھے ماردے گی میرا خون پی جائے گی وہ میری طرف آرہی ہے۔

کون ۔کون۔تم کو ماردے گی۔ہیلو ہیلو۔ اکبر۔لیکن کوئی جواب نہ آیا۔میں نے خود اکبر کا نمبر ڈائل کیا لیکن دوسری طرف سے کوئی جواب نہ وصول نہیں ہو رہا تھا میں اچانک اس کی باتوں سے پریشان ہو گیا تھا اکبر کی نئی نئی شادی ہوئی تھی وہ میرے ساتھ بینک میں کام کرتا تھا ہم بہت اچھے دوست بھی تھے۔

میرا نام سفیر حسین ہے اور میں ایک غیر شادی شدہ ہوں اور آزاد فطرت کا مالک ہوں میں نے الماری سے اپنا ریوالور نکالا اور اکبر کی گھر کی طرف چل دیا۔ اکبر کا گھر کم آبادی والے علاقے میں تھا گھر کے پاس ایک نہر گزر رہی تھی اور اس کے پار ایک قبرستان تھا جلد ہی میں گھر اس گھر پہنچ گیا اس کا گھر تین کمرے پر مشتمل تھا دو کمرے ایک باورچی خانہ اور چھوٹا سا صحن تھا جس میں ایک بڑا پرانا کیکر کا درخت تھا جس کے اوپر بہت سے پرندوں کے گھونسلے بنے ہوئے تھے۔

صحن سے ہوتے ہوئے میں نے کیکر کے درخت پر نظر ڈالی پرندے خاموشی سے اپنے گھونسلوں میں دب کر آرام کر رہے تھے۔

حویلی کا دروازہ ہمیشہ کی طرح کھلا ہی تھا۔

لیکن کمرے اندر سے بند تھے میں نے کافی دیر دستک دی لیکن کوئی جواب نہ ملا ھر مجھے کھڑکی کا خیال آیا جو نہر والی سائیڈ پر تھی میں حویلی کی پچھلی طرف گیا میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کھڑکی کھلی تھی اور کھڑکی کے اوپر تازے خون کے نشان تھے میں کھڑکی کے ذریعے اندر آیا۔ اب بجلی آ چکی تھی میں نے بلب جلایا۔ تو میرے رونگھٹے کھڑے ہوئے اکبر بیڈ کے نیچے خون میں لپٹا ہوا پڑا تھا اور بھابی کا کوئی نام ونشان نہیں تھا۔ میں نے اکبر کو چیک کیا تو وہ اس دنیا کو چھوڑ چکا تھا کہ اچانک میری نظر خون کے دھبوں پر پڑی جو کسی کے ننگے پاؤں کے تھے۔ یعنی کوئی کمرے سے کھڑکی کی طرف سے باہر گیا تھا اور خون کے نشان اس کے پاؤں کے ذریعے فرش پر بنے ہوئے تھے۔

میں نے پہلے گھر کی تلاشی لی لیکن بھابی کا کوئی پتہ نہ چلا لیکن وہ قاتل ہوسکتا ہے بھابی کو ساتھ لے گیا ہوگا۔ میں نے پاؤں کے نشانوں کا پیچھا کرنے کا فیصلہ کیا اور کھڑکی کے ذریعے باہر آ گیا لیکن میں نے تھانے کال کر دی تھی اور سب حقیقت بتا دی تھی پایوں کے نشان ٹارچ کی روشنی میں بہت واضح نظر آ رہے تھے لیکن یہ کیا یہ نشان تو نہر میں جا رہے تھے یعنی قاتل نے نہر پار کی تھی پر میں نہر پار نہیں کر سکتا تھا اس لیے میں نے ایک کلو میٹر لمبا چکر نہر سے ہو کر لگایا اور پھر نہر کی دوسری جانب ان پاؤں کے نشان تلاش کرنے لگا جلد ہی تازے پاؤں کے نشان مل گئے یہ نشان قبرستان کی طرف جا رہے تھے۔

مجھے قبرستان سے ڈر لگتا ہے کہ اچانک میرے کانوں میں پولیس کی گاڑی کی آواز آنے کا شور سنائی دیا تو میں واپس اکبر کے گھر کی طرف چل دیا میں نے اپنا تعارف کروایا اور بتایا کہ یہ نشان قبرستان میں جا رہے ہیں میں قبرستان میں اکیلا نہیں جا سکتا اگر آپ نے ساتھ چلنا ہے تو چلو کیونکہ وہ قاتل بھابی کو قبرستان کی طرف لے گیا ہے انسپکٹر نے اپنے ساتھ دو آدمی لیے اور باقی وہاں شواہد اکھٹا کرنے لگے ہم قبرستان میں داخل ہو گئے تھے قبرستان بہت ہی قدیمی معلوم پڑتا تھا میں نے پہلے اس قبرستان میں نہیں آیا تھا قبریں ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھی پاؤں کے نشان اب ہمیں نہیں مل رہے تھے ہم لوگ ادھر ادھر پھر رہے تھے انسپکٹر صاحب نے کہا۔

کیا اکبر کی کسی سے ذاتی دشمنی تھی یا کوئی کاروباری دشمنی وغیرہ تو نہیں تھی۔

انسپکٹر صاحب اکبر بہت ہی شریف اور خاندانی انسان تھا اسکی کسی سے کیا دشمنی ہوسکتی ہے۔

اچھا تو اس کی شادی کب اور کہاں ہوئی تھی اور اس نے بینک سے چھٹی لی تھی۔

سر صبح اس کی حاضری تھی ثناء سے اس کی ملاقات ایک پارٹی میں ہوئی تھی اس بات کو دو ہفتے ہو گئے تھے۔

گویا ان دونوں نے دو ہفتوں کے اندر اندر شادی بھی کرلی۔

جی انسپکٹر صاحب ثناء اس دنیا میں اکیلی تھی ماں باپ ایک حادثے میں فوت ہو گئے تھے اس لے چچا نے اس کا پالا تھا۔ اس لیے انہوں نے بھی شادی میں دیر نہیں کی تھی۔

وہ کہاں رہتے ہیں۔

وہ بھی اسی شہر میں رہتے ہیں وہ بھی شریف لوگ ہیں شادی کے دن بھی ان کے گھر گیا تھا بہت نیک دل اور اچھی فیملی ہے۔

اچانک سپاہی نے آواز دی انسپکٹر صاحب یہاں پر ایک لڑکی پڑی ہے۔

ہم ایک طرف درخت میں چلے گئے وہاں کافی درخت تھے اور ایک درخت کے نیچے بھابی ثناء پڑی ہوئی تھی۔ اور میں یہ دیکھ کر حیران ہو گیا کہ وہ نشان بھابی کے پاؤں کے تھے کیوں کیا اب ان کے پاؤں پر خون جم چکا تھا اور وہ بے ہوش تھیں انسپکٹر صاحب نے گاڑی والے کو کال کی وہ قبرستان کے پاس گاڑی لے آیا اور ہم بھابی کو اٹھا کر قبرستان سے باہر آ گئے گاڑی وہاں پہلے سے ہی موجود تھی اور اس کو ہسپتال لے گئے بھابی کافی دیر سے بے ہوش تھی اور وہ بتا سکتی تھی کہ اکبر کا قاتل کون ہے اور وہ قبرستان میں کیسے آئی ہے۔

میں اکبر کے کفن دفن میں مصروف تھا اکبر کا بھائی اور والد بھی گاؤں سے آئے تھے اکبر کا بڑا بھائی اکرم بہت پریشان تھا کیونکہ وہ اپنے بھائی سے بہت پیار کرتا تھا والد کا بھی بہت برا حال تھا وہ تو اکبر کی ضد کے پیچھے خاموش تھے اکبر ہی ضد کر کے شہر آیا تھا اور بینک میں ملازم ہو گیا تھا۔ شادی بھی اسی نے اپنی پسند سے کی تھی ثناء بھابی پر بھی شک کر رہے تھے طرح طرح کی باتیں کر رہے تھے۔ شادی کو تو کچھ دن ہی ہوئے تھے اور ابھی تک اکبر کی چھٹی بھی ختم نہیں ہوئی تھی تو ثناء بھابی پر شک کس طرح کیا جا سکتا تھا کیونکہ جب تک آپ نے کسی سے ملتے جلتے نہیں۔

آپ کو کیسے معلوم ہو گا کہ وہ کون ہے اور اس کی طبیعت کیسی ہے۔

آج اس واقعے کو تین دن ہو گئے ہیں بھابی ابھی تک بے ہوش تھی اور قاتل کا کوئی سراغ نہیں مل رہا تھا میں بینک سے واپسی پر ہسپتال کا چکر لگاتا تھا اکرم بھائی اور اکبر کی والدہ صاحبہ ہسپتال میں ہی تھے ان کو پتا تھا کہ بھابی وہ ذریعہ ہے جس کے ذریعے ہم قاتل تک پہنچ سکتے ہیں پولیس کے دو آدمی بھی ہر وقت ڈیوٹی پر ہوتے تھے۔

ہمیشہ کی طرح میں فارغ ہو کر تھانے گیا تو میری ملاقات انسپکٹر سے ہو گئی خان میرا کلاس فیلو تھا اور ہماری بہت اچھی دوستی بھی تھی میں نے سارا واقعہ خان کو بتایا انسپکٹر خان کسی گہری سوچ میں ڈوب گیا کافی دیر کے بعد وہ بولا۔

اس قسم کے دو تین کیس پہلے بھی ہوئے ہیں

کیا مطلب کیسے کیس خان۔

اکیلا گھر آبادی سے دور رہتا تھا یعنی کم آبادی والا علاقہ تھا اور اس کے گھر میں صرف وہ پہلے اکیلا ہی رہتا تھا اور پھر شادی بھی اچانک اور ایک انجان لڑکی سے کی۔

یہ بات تو ٹھیک ہے لیکن ثنا بھابی تو بہت اچھی ہے کافی خدمت کرتی تھی اکبر کی۔

اچھا تو وہ کہاں ہے کیا زندہ ہے۔

ہاں وہ زندہ ہے اور ہسپتال میں داخل ہوئی ہے اور بے ہوش ہے۔

چلو سفیر ہسپتال چلتے ہیں وہاں پر ہی بات واضح ہو گی جب ہم وہاں پہنچے تو اکرم بھائی وہاں پر موجود تھے۔

اکرم بھائی بھابی کو ہوش آیا۔

نہیں وہ ابھی تک بے ہوش ہے ٹیسٹ ہو رہا ہے وہ اندر تھیٹر روم میں ہے۔

ہم باہر انتظار کرنے لگے کچھ دیر میں ڈاکٹر صاحب آئے تو خان نے پوچھا۔ ڈاکٹر صاحب اب مریضہ کیسی ہے اور ہوش کب تک آ جائے گا۔

وہ خطرے سے باہر ہے ہوش بھی جلدی ہی آ جائے گا۔

کیا ہم دیکھ سکتے ہیں اسکو۔

ہاں ہاں کیوں نہیں اس کو کمرے میں شفٹ کر دیا گیا ہے۔

ہم تینوں کمرے میں آئے تو میں نے دیکھ کہ خان بھابی کو غور سے دیکھ رہا تھا۔

یہ ثنا بھابی ہے اکرم نے کہا۔

[illegible]

اس کو جانتے ہو آؤ میرے ساتھ باہر آؤ۔

ہم دونوں باہر آئے اور ایک طرف ہو کر کھڑے ہو گئے تو خان نے بتایا سفیر یہ ثنا لڑکی ہے جو ہمیں مل نہیں رہی تھی کیونکہ ہر قتل ہونے والے دلہا کے ساتھ ہمیں اس کی ہی تصویر ملی ہے لیکن یہ ہمیں مل نہیں رہی تھی۔

یہ کیا کہہ رہے ہو کیا ثناء بھابی کی قاتل ہے اکبر کی۔

یہ میں نہیں کہہ سکتا لیکن شک اس پر ہی جا رہا ہے میں تم ثبوت دے سکتا ہوں ہر مقتل کی شادی کے پہلے دن جو تصویر لی جاتی ہے وہ کم سے کم شادی کے بعد ہفتے بعد ملتیں ہیں اور جب تک یہ لڑکی اپنا کام کر کے غائب نہیں ہو جاتی تھی۔

لیکن یہ اب کے بار کس طرح سے پکڑی گئی کچھ سمجھ نہیں آ رہی۔

وہ اصل میں اکبر نے قتل ہونے دے پہلے ہی مجھ سے بات کی تھی تو میں فورا نکل پڑا تھا پانچ دس منٹ میں میں اس کے گھر پہنچ گیا تھا تو شاید یہ اس وقت اپنا کام کر کے نکلی ہی ہو گی میں نے اس کا پیچھا کیا مجھے یہ نہیں معلوم تھا کہ میں کس کے پیچھے جا رہا ہوں میں تو وہ خون کے نشانوں کا پیچھا کر رہا تھا۔

انسپکٹر خان نے پولیس اسٹیشن فون کیا کہ دو لیڈیز آئیں میں نے خان سے کہا اگر یہ چکر ہے تو ہمیں کسی دم درود والے سے رابطہ کرنا چاہئے۔

ہاں سفیر تم نے ٹھیک کہا میرا ایک جاننے والا ہے بزرگ وہ عمل کرتے ہیں میں ان سے بات کرتا ہوں۔

جلد ہی وہ لیڈیز پولیس والی آ گئیں ہم دونوں اس بزرگ کے پاس چلے گئے بزرگ کا نام پیر بابا شاہ منور تھا وہ بہت نیک بزرگ تھے ان کے آستانہ پر وقت ہجوم ہوتا تھا ہر وقت کوئی نہ کوئی آپ کی خدمت میں موجود ہوتا تھا خیر ہم نے پہلے کال کی تھی اس لیے وہ ہمارا منتظر تھا۔ میں نے انسپکٹر صاحب نے ساری بات حقیقت پیر بابا کو بتا دی پیر بابا نے آنکھیں بند کر لیں اور وہ عمل منہ میں پڑھ رہے تھے۔

اچھا تو آپ لوگ کیا چاہتے ہو اس لڑکی کی حقیقت یا اس کو خاتمہ کرنا چاہتے ہو یا پھر کوئی سخت سزا دینا چاہتے ہو۔

پیر بابا آپ ہمیں پہلے تو یہ بتائیں کہ وہ کون ہے اور وہ ایسا کیوں کر رہی ہے۔

وہ مکمل انسان نہیں ہے اور نہ ہی مکمل چڑیل ہے وہ ایک انسان اور چڑیل کے ملاپ سے پیدا ہوئی ہے یعنی چڑیل کی بیٹی ہے اس کا انسان باپ اس کو چھوڑ کر چلا گیا تھا جس کو اس کی چڑیل ماں نے مار دیا تھا اور اس کی ماں چڑیل کو ایک ہندو نے چلہ کاٹ کر اپنی قید میں کر لیا تھا تو اس کی پرورش انسانوں میں ہوئی تھی اس کے چچا نے اس کو پالا تھا چچا اس کی حقیقت سے ناعلم تھا اس کو ابھی